دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک | میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا

یعنے میں گنہگار ہوں۔ تنک آبی = یہہ لفظ مرکب ہے تنک اور آبی سے تنک بضمتین اور یہہ کاف عربی ہے نہ فارسی۔ تنک کے معنے ہیں کم اور تھوڑا۔ اور یا مصدری ہے تنک آبی کے معنے ہیں کم آب ہونا۔ کم پانی والا ہونا۔ تھوڑا پانی رکھنے والا ہونا۔ سر دامن = دامن کا کنارہ

جاری تھی اسد داغ جگر سے مری تحصیل | آتشکدہ جاگیر سمندر نہ ہوا تھا

یعنے اس سے پیشتر کہ آتشکدہ جاگیر سمندر ہو جائے میرے داغ جگر سے تحصیل جاری تھی یعنے میں آتش عشق میں بہت قدیم سے جل رہا ہوں۔ میرے بعد سمندر کو آتشکدہ کی جاگیر ملی ہے۔ اس شعر میں شاعر نے اپنی قدامت عاشقی کا ذکر کیا ہے۔ سمندر = ایک جانور کا نام ہے جو چوہے کی شکل کا ہوتا ہے اور آگ میں پیدا ہوتا ہے۔ اور آگ میں رہتا ہے۔ جب آگ سے نکالا جائے تو مر جاتا ہے حضرت قبلگاہی مولانا والمرحوم فرماتے ہیں سے روز الست و عہد بلا بود + آن دم کہ کردی یغما دل من +

شب کہ وہ مجلس فروز خلوت ناموس تھا | رشتۂ ہر شمع خار کسوت فانوس تھا

یعنے شمع جمال معشوق کے سامنے بے رونق ہو رہی تھی۔ اردو زبان میں

شمع مونث ہے نہ مذکر چنانچہ صبا کہتے ہین ؎ ہوے پیراب داغ الفت کہان
سحر ہو گئی شمع رخصت ہوی ✤ وہ = یعنے معشوق شمع = موم بتی رشتہ شمع =
موم بتی مین جو تاگا ہوتا ہے جس سے موم بتی جلتی ہے اُسکو رشتۂ شمع
کہتے ہین - شاعر نے اس رشتہ کو کانٹا قرار دیا ہے - مگر کانٹے کے معنے
یہان حقیقی نہین ہین بلکہ مجازی معنے مراد ہین یعنے تکلیف و زحمت و آزار -
خار در پیراہن بودن فارسی کا محاورہ ہے - شاعر نے اس محاورہ کو اس
شعر مین برتا ہے - کسوت = بالکسر لباس اور پوشاک کو کہتے ہین -
فانوس = عربی زبان کا لفظ ہے اردو مین یہہ لفظ مونث ہے - چنانچہ
برق کہتے ہین ؎ کیا تجلی ہین کہون اُس ساعد پر نور کی ✤ آستین
یار ہے فانوس شمع طور کی ✤ فانوس کی شکل غبارہ سے شبیہ ہوتی ہے
اور وہ شمع پر ڈھانک دیجاتی ہے تاکہ شمع ہوا سے نہ بجھے اور اُس کی
تیز روشنی کا بُرا اثر آنکھون پر نہو کیونکہ فانوس مین سے جو روشنی چراغ
کی نکلتی ہے وہ دھیمی ہوتی ہے - فانوس باریک کاغذ کا بنا ہوا ہوتا ہے
او پتلے اور مہین شوخ رنگ پارچہ سے بھی فانوس بناتے ہین - فانوس
کے حقیقی معنے غماز اور چغلخور کے ہین مگر اس غبارہ وش چیز کو بھی جو شمع
پر ڈھانکی جاتی ہے فانوس کہتے ہین کیونکہ وہ چراغ کی روشنی کو نہین
چھپاتی گویا روشنی کی غمازی کرتی ہے جیسے چغلخور کسیکی بات کو پوشیدہ
نہین رکہتا - اور یہہ مجازی معنے ہین فانوس کی تشبیہ قفس کے ساتھہ
بھی دیجاتی ہے - فانوس کے جو مرکبات دیکھے گئے وہ یہی ہین کہ فانوس دان

باضافت اور فانوسِ خیالی ۔ و فانوسِ خیال ۔ اور فانوسِ نارنج اور فانوسِ شمع ۔ فانوس گردان ۔ بکاف فارسی وہ فانوس ہے جسکے اندر مختلف چیزون کی شکلین تماشے کے لیے بناتے ہین ۔ اور وہ شکلین فتیلے کے دہوین کے زور سے گردش کرتی ہین اور فانوس خیالی بھی اسیکو کہتے ہین فارسی کا کوئی شاعر کیا خوب کہتا ہے ؎ دہر فانوسِ خیال و عالمی حیران درو ✤ مردمان چون صورت فانوس سرگردان درو ✤ فانوسِ نارنج بھی ایک کھیل اور تماشے کی فانوس ہے ۔ نارنگی کو خالی کر دیتے ہین اور باقی ماندہ چھلکے کے اندر نقش و نگار کرتے ہین اور اُس حلقہ کے بیچ مین ایک چراغ روشن کر دیتے ہین ۔ فانوس شمع کا بیان اوپر مذکور ہو چکا ۔ جاننا چاہیے کہ فانوس کا استعمال اس نئی روشنی کے زمانہ مین متروک ہے ۔ مجلس فروز = یعنے مجلس کا روشن کرنے والا یعنے حاضر و موجود ۔ مجلس فروز حاضر و موجود کی جگہہ تعظیماً کہتے ہین ۔ خلوت = بالفتح تنہائی مگر یہان گوشہ اور کنارہ کے معنے مین تھا عادۃً مجاز مرسل یعنے استعمال حال بجاے محل ۔ شعر کے معنے یہہ ہین کہ رات کو جو معشوق محفل مین موجود تھا تو رشتۂ ہر شمع فانوس شمع کے لئے خار در پیراہن تھا مطلب یہہ کہ ہمارے معشوق کے حسن و جمال کے روبرو تمام شمعین بے رونق اور بے نور تھین حسنِ معشوق کی تعریف کی ہے ۔ اسی مضمون کو خواجہ میر درد نے دل زسلیس مین اسطرح بیان فرمایا ہے ؎ رات مجلس مین ترے حسن کے شعلے کے حضور ✤ شمع کے منہ پہ جو دیکھا تو کہین نور نتھا میرزا غالب نے

اس مضمون کو پیچیدہ اور مشکل ترکیب مین بیان کرکے نازک خیالی کی شان دکہائی ہے ؎ شب کہ او مجلس فروز خلوت ناموس بود * رشتہ ہر شمع خار کسوت فانوس بود ۔ شعر ذراسے تغیر مین پورا فارسی بنگیا ۔

حاصلِ الفت نہ دیکہا جز شکستِ آرزو	دل بدل پیوستہ گویا یک لبِ افسوس تہا

حاصل الفت ندیدم جز شکست آرزو   دل بدل پیوستہ گویا یک لب افسوس بود

شعر ذراسے تغیر مین پورا فارسی بنگیا ۔ فارسی کا شاعر شفیعای اثر کہتا ہی ؎ فلک از رشک نگذارد بحال خود دو ہمدم را * بسنگ از کید گر سازد جدا بادام توام را * ان دونون شعرون کا مضمون ایک ہے یعنے تفرقہ فی الاحباب کا مضمون ہے مگر پیرایہ جدا جدا ہی اور دونون شعر لاجواب ہین ۔

کیا کہون بیماری غم کی فراغت کا بیان	جو کہ کہایا خون دل بے منت کیموس تہا

کیموس بالفتح بروزن محسوس ۔ یہہ سریانی زبان کا لفظ ہے اور علم طب کے متعلق ہے جو چیز جگر اور عروق یعنے رگون مین تیار ہوتی ہے اسکو کیموس کہتے ہین اور وہ کف کے مانند ہوتی ہے ۔ شاعر کہتا ہے کہ غم عشق مین مجہکو جگر اور رگون کا احسان اُٹہانا نہ پڑا کیونکہ مین نے کیموس جسکا تعلق جگر اور عروق کے ساتہہ ہے نہین کہایا بلکہ مین نے دل کا احسان اُٹہایا کیونکہ خون کہایا جسکا تعلق دل کے ساتہہ ہے ۔ چونکہ آدمی کے جسم مین دل بنسبت دوسرے اعضا کے زیادہ تر شریف ہے لہذا شاعر یہہ خیال

کرتا ہے کہ دل کا احسان اٹھانا بہتر ہے۔ کیموس کے متعلق بعض اہل تحقیق
کہتے ہیں کہ کیموس اُس صورت غذا کا نام ہے جو دوسرے طبخ میں جگر
میں پکتی ہے اور وہ صاف شفاف پانی کیطرح ہوتی ہے - شعر کا مطلب یہ کہ
کیموس نہیں کھایا - بلکہ خون کھایا ہے۔ بے منت کیموس = یعنے بے منت مطبخان
کیموس جو جگر اور عروق ہیں بقاعدہ مجاز مرسل صحیح ہے یعنے استعمال مظروف
بجائے ظرف - اس شعر میں قصیدہ کی شان ہے نہ غزل کی -
فراغت = فراغت اس معنی کی کہ بہت سی چیزوں کا احسان اٹھانا نہ پڑا بلکہ صرف
دل کا احسان اٹھایا -

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لیکے رہ گئے
صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا

فارسی کا شاعر کہتا ہے ؎ میرسد از خانہ آئینہ سرشار جنون + این پری
از سایۂ خود شد گرفتار جنون + یعنے یہ پری اپنے اوپر آپ عاشق ہو گئی
بسبب کمال حسن و جمال کے جو اُسکو حاصل ہے - سایہ بمعنی عکس آیا ہے
اس فارسی کے شعر سے معلوم ہوا کہ ایسے مضمون کو فارسی کے شاعروں
نے بھی لکھا ہے - درحقیقت اعلی درجہ کا مضمون ہے - حسن کی
تعریف اس سے بڑھکر کیا ہو سکتی ہے کہ معشوق آپ ہی اپنا گرویدہ
و دلدادہ ہو جائے - اپنا سا منہ لیکر رہ جانا = محاورہ ہے یعنے
شرمندہ ہونا - سوال پورا نہ ہونے کی شرم سے چپ ہو جانا - پشیمان ہونا
دیکھ = یعنے دیکھکر - حرف عطف یعنے کر حذف کرنا اب متروک ہے